© rasailojaraid.com

تنزیل وتاویل

سورۃ البقرۃ

(۱)

(از جناب مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی)

اس سورت کو سورۂ بقرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ذبحِ بقرہ کا واقعہ مذکور ہے جو حق جل وعلا کی الوہیت اور کمالِ قدرت پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ ایک مقتول کا محض ذبح کی ہوئی گائے کا ایک ٹکڑا لگا دینے سے زندہ ہوجانا، فقط اس فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد کے ارادہ اور مشیت کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا اور اگر کسی کو اس کی قدرت ومشیت میں شک ہے تو اس طریق سے اب کسی مقتول کو زندہ کر دکھائے۔ علاوہ بریں یہ واقعہ منکرینِ حشرِ اجساد کے لیے ایک عظیم الشان حجت ہے کہ وہ اس واقعہ سے عبرت پکڑیں اور خوب سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے وقت اسی طرح مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتبار سے یہ واقعہ ایک معجزہ تھا جو ان کی نبوت ورسالت کی تصدیق کے لیے من جانب اللہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ صراطِ مستقیم کا اقتضا یہی ہے کہ بغیر تفتیش اور تفحص کے انبیاء کرام کی اطاعت کی جائے۔ انبیاء اللہ کی اطاعت سے انحراف ضلالٌ مبین (کھلی گمراہی) ہے اور ان حضرات سے تعنّت اور حجتیں کرنا موجبِ غضب اور لعنت ہے۔ اعاذنا اللہ من ذٰلک۔ آمین۔

اللہ جل جلالہ کی ہدایت اور انبیاء کرام کی نصیحت جب ہی نفع دیتی ہے کہ دل میں خدا کا خوف اور ڈر موجود ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صراط مستقیم اور راہ حق کی تلاش ہوتی ہی اسوقت ہے جب کہ خدا کا خوف دل میں موجود ہو اور اس کے غضب اور لعنت سے بچنے کی فکر ہو ورنہ جس شقی اور بدبخت کا دل خدا کے خوف سے خالی ہے اس کے حق میں انبیاء کا ڈرانا اور نہ ڈرانا سب برابر ہے۔

الٓمّٓ

اس قسم کے حروف جو سورتوں کی ابتداء میں ذکر کیے جاتے ہیں اون کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔

سلف صالحین کے نزدیک یہ حروف متشابہات میں سے ہیں۔ ان کی مراد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کما قال تعالیٰ

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۔ ان متشابہات کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

خلفائے راشدین اور دیگر حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ایسا ہی منقول ہے (ابن کثیر)۔

بعض سلف اور جمہور متکلمین اور خلیل اور سیبویہ کے نزدیک حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں جن کی ابتداء میں یہ وارد ہوتے ہیں۔ جو مضامین اُس سورت میں بالتفصیل مذکور ہیں یہ حروف مقطعہ بالاجمال ان پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری کا نام الجامع الصحیح المسند من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ و ایامہ کتاب موصوف کے تمام مفصل مضامین کا ایک اجمال ہے۔

جس طرح مرکبات کلامیہ کا مفید معنی ہونا ان کے اجزاء یعنی کلمات مفردہ کے مفید معنی ہونے پر موقوف ہے اسی طرح کلمات مفردہ کا مفید معنی ہونا۔ حروف ہجائیہ کے مفید معنی ہونے پر موقوف ہے۔ اور علیٰ ہذا ترکیب معنی ترکیب کلام پر موقوف ہے۔ کلام میں جس درجہ ترکیب ہوگی اسی درجہ معنی میں بھی ترکیب ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مرکبات اضافیہ اور مرکبات توصیفیہ کے معنی میں اتنی ترکیب نہیں جتنی کہ مرکبات تامہ خبریہ کے معنی میں ترکیب ہے ترکیب لفظی کے انحطاط سے ترکیب معنوی میں بھی انحطاط آگیا۔

مرکبات اضافیہ اگرچہ فی حد ذاتہا مرکبات ہیں ....

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر مرکبات تامہ جزیہ کے لحاظ سے فی الجملہ بسیط ہیں اور اسی نسبت سے اُن کے معنی میں بھی بساطت اور اجمال ہے
مگر حروف ہجائیہ اصول لغات اور مادۂ کلمات ہونے کی وجہ سے انتہا درجہ کے بسیط ہیں پس اسی نسبت سے اُن کے معنی
میں بھی انتہا درجہ کی بساطت اور غایت درجہ کا اجمال ہوگا۔ بغیر تفہیم الٰہی اور بدون تائید غیبی کے ایسے اجمال کا
سمجھنا ناممکن اور محال ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہٗ نے فوز الکبیر میں اسی مسلک کو اختیار فرمایا ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات کے اسرار و رموز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد انھیں
حضرات پر منکشف ہوتے ہیں جو من جانب اللہ علوم نبوت کے خاص طور پر وارث بنائے گئے ہیں۔ بلکہ کسی وقت حروف
مقطعات خود بخود ان وارثین علوم نبوت کے سامنے اپنے اندرونی اسرار و غوامض بولنے لگتے ہیں۔ جس طرح کہ
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک پر سنگریزے تسبیح پڑھتے تھے اور گوہ اور ہرن آپ سے کلام
کرتے تھے۔ باقی ہم جیسوں کا حروف مقطعات کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہنا اسکی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتا
کہ فی نفس الامر اور فی الواقع یہ حروف حقائق و معارف سے عاری ہیں (روح المعانی)۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

کتاب حقیقت میں یہی ہے جس کے حق اور منزل من اللہ ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک اور شبہ
نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ — اس نازل کردہ کتاب کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور خدا کی نازل کی ہوئی کتاب میں کبھی شک ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کسی کو شک پیش آئے تو وہ
اس کے فہم کا قصور ہے۔ خدا کی بھیجی ہوئی کتاب میں بھی اگر شبہ کی گنجائش نکل آئے تو پھر وہ کون سی کتاب ہے
کہ جس پر یقین کیا جائے۔ ویل یومئذ للمکذبین فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی۔ مگر یہ آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رینہ الی اللہ۔ حجۃ الوداع میں دسویں تاریخ ذی الحجہ کو منیٰ میں آخری تبع کے زمانہ سے یہود نبی آخرالزمان کے انتظار میں مدینہ منورہ آکر آباد ہوئے تھے۔ ان آیات میں انہیں کو خطاب ہے کہ یہ وہی کتاب ہے کہ جس کی خبر انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے ہیں چنانچہ بہت سے علماء بنی اسرائیل جو حقیقت میں علماء تھے وہ ایمان لائے اور جن کی قلوب ثمن قلیل اور دراہم معدودہ کی محبت میں گرفتار تھے وہ اس سعادت سے محروم رہے

کما قال تعالیٰ شانہ۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۔ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۔

قرآن کو ہم نے بتفریق نازل کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے آہستہ آہستہ پڑھیں اور بتدریج ہم نے اسکو نازل کیا آپ کہہ دیجئے کہ اس قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ مگر وہ لوگ کہ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے اُن کی حالت تو یہ ہے کہ جب ان پر اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گرجاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ بیشک خدا کا وعدہ (جو اس کتاب کے نازل کرنے کا تھا) وہ پورا ہو کر رہا۔ اور گریہ زاری کرتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں اور ان کے خشوع میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

(صفات مومنین مخلصین) هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ - یہ جملہ ذٰلک الکتاب کی دوسری دلیل ہے یعنی کتاب حقیقت میں یہی ہے اس لیے کہ اول تو اس میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں دوم یہ کہ یہ کتاب خدا کے عقاب و عتاب سے ڈرنے والوں کے لیے ایک نور مبین اور مشعل ہدایت ہے۔ سورۃ فاتحہ میں بندوں کی جانب سے خدا کی حمد و ثنا کا تذکرہ تھا۔ سورۂ بقرہ میں اس کے برعکس خدائے عزوجل کی جانب سے عباد متقین کی مدح و ثناء کا ذکر ہے سبحان اللہ۔ محض اپنی رحمت کاملہ اور فضل عمیم سے ایمان اور تقویٰ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

توفیق عطا فرماتے ہیں - اور پھر خود ہی اُس کی توصیف فرماتے ہیں - اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک -

لغت میں تقویٰ کے معنی صیانت اور حفاظت کے ہیں - اور اصطلاح شریعت میں اُن چیزوں سے جو آخرت میں ضرر رساں اور نقصان دہ ہوں، بچنے کا نام تقویٰ ہے - اور چونکہ ضرر کے درجات مختلف ہیں اسی اعتبار سے تقویٰ کے بھی مراتب مختلف ہیں -

پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اسلام میں داخل اور کفر سے تائب ہو کر عذاب دائمی سے اپنے کو بچا لینا -

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر سے اپنے نفس کو محفوظ رکھنا کسی نے کیا خوب کہا ہے :-

خَلِّ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا ذَاكَ التُّقَىٰ

چھوٹے اور بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دے یہی تقویٰ ہے

وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ اَرْ ضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرَىٰ

راہ خدا میں اس طرح چل جس طرح کہ خار دار جنگل میں ڈر ڈر کر اور سنبھل سنبھل کر کوئی چلتا ہے

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيرَةً اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

چھوٹے چھوٹے گناہ کو بھی حقیر مت سمجھو چھوٹے چھوٹے سنگریزوں ہی سے پہاڑ بن جاتے ہیں

حضرت عمرؓ نے اُبی بن کعب رضؓ سے تقویٰ کی حقیقت دریافت فرمائی تو انھوں نے فرمایا کہ اے امیرالمومنین کیا کبھی کسی پرخار راہ سے نہیں گزرے ؟ فرمایا کیوں نہیں - ابی بن کعبؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنین پھر آپ نے اس وقت کیا کیا ؟ فرمایا کہ میں نے دامن چڑھا لئے اور کانٹوں سے بچنے میں اپنی پوری جد و جہد کر خرچ کر ڈالا - ابی بن کعب رضؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنین بس یہی تقویٰ ہے - یعنی حق جل و علا کی معصیت اور نافرمانی سے بچنے کے لیئے اپنی پوری ہمت اور طاقت کو خرچ کر دینا اسی کا نام تقویٰ ہے - اسی لیے ارشاد ہے :-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یقیناً خدا کے نزدیک سب سے زائد عزت والا وہی ہے جو تم میں سے سب سے زائد پرہیزگار اور خدا سے ڈرنے والا ہے۔

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ قلب کو ہر اُس چیز سے محفوظ کر لینا جو خدا سے غافل کرتی ہو۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے) یہی تقویٰ مراد ہے۔

خدا کا خوف اور اس کے عقاب و عتاب کا ڈر ہی ہدایت کا مبدا، اور ہر قسم کے فوز و فلاح کا سرچشمہ ہے اسی لیے حضرت نوح اور حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے اپنی قوموں کو یہ نصیحت فرمائی۔ أَلَا تَتَّقُونَ (کیا تم کو خدا کا خوف نہیں) اور فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ جیسا کہ سورۂ شعرا میں مذکور ہے۔ اس لیے کہ بغیر خدا کے خوف کے کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ کما قال تعالیٰ سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ۔ یعنی جو خدا سے ڈرتا ہوگا وہ جلد نصیحت قبول کرے گا۔

حق جل وعلا نے دوسرے موقعہ پر بجائے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ کے هُدًى لِّلنَّاسِ (یعنی ہدایت ہے انسانوں کے لیے) ارشاد فرمایا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو متقی ہیں وہ انسان بھی ہیں انسانیت اور آدمیت کا اقتضا۔ یہ ہے کہ اپنے مالک اور خالق سے ڈرے اور جو اُس احکم الحاکمین سے نہیں ڈرتا وہ انسان نہیں بہائم کے مثل ہے بلکہ اُن سے بھی بدتر کما قال تعالیٰ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔

سفر آخرت کے لیے تقویٰ ہی کا توشہ اور تقوے ہی کا لباس کارآمد ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ سفر کیلیے توشہ لو پس تحقیق کہ سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے

جس طرح بغیر زاد راہ کے مسافر کی ظاہری اور جسمانی حیات ناممکن ہے، اس سے کہیں زائد بغیر زاد تقویٰ کے مسافر آخرت کی معنوی اور روحانی حیات ناممکن اور محال ہے۔ اور جس طرح ایک معمولی راستہ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عریاں اور برہنہ گزرنا خلاف حیا و شرم ہے اسی طرح اس عظیم الشان شاہراہ سے جو ایک لمحہ کے لیے بھی بے شمار ملائکۃ اللہ سے خالی نہیں ہوتی لباس تقویٰ سے برہنہ اور عریاں گزرنا کس طرح بے حیائی اور بے شرمی نہ ہوگا۔

اعاذنا اللہ مِنْ ذٰلک آمین۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ۔ یہ کلمہ المتقین کی صفت ہے۔ المتقین میں تمام بری باتوں کے ترک کی طرف اشارہ تھا اب امور خیر کا ذکر فرماتے ہیں۔ چونکہ اجزاء انسان میں سب سے اعظم اور اشرف جزء قلب ہے اس لیے سب سے پہلے فعل قلب یعنی ایمان کا ذکر فرمایا۔ قرآن عظیم اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بے شمار نصوص سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان فعل قلب ہے۔ **کما قال تعالیٰ :۔**

مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ۔ — بعض لوگ محض زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ۔ — ایسے ہی لوگوں کے دلوں میں ایمان کو نقش کر دیا ہے۔

وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ — یہ کہو کہ اسلام لائے یعنی ظاہراً اطاعت قبول کی لیکن دلوں میں ابھی تک ایمان نہیں پہونچا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مشہور ہے :۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ۔ — اے اللہ میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ

لغت میں ایمان کے معنی مطلق تصدیق کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں جن چیزوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا قطعی اور یقینی اور بدیہی طور پر ثابت ہوگیا محض نبی اور رسول کے اعتماد پر ان کی تصدیق کا نام ایمان ہے اور ایسے ہی امور کی تکذیب اور انکار کا نام کفر ہے مثلاً توحید و رسالت ختم نبوت حشر و نشر۔ بعث و جزاء، اوقات مخصوصہ اور ارکان معلومہ کے ساتھ نماز اور حج کا ادا کرنا وغیر ذٰلک جس طرح سے ان کا دین ہونا ثابت ہوا ہے اسی طریق پر اُن کی تصدیق و تسلیم ایمان کہلائیگی۔ اور اگر بالفرض کوئی شخص مثلاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلوٰۃ کا شعار اسلام اور عماد الدین ہونا بمعنی الدعاء تو تسلیم کرتا ہے مگر قیام و قعود اور رکوع و سجود یعنی اس ہیئۃ مخصوصہ کے ساتھ جو قطعی اور یقینی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے اس کی فرضیت اور اس کا شعار اسلام ہونا تسلیم نہیں کرتا تو یہ صریح کفر ہے۔ ایسے امور میں تاویل بھی معتبر نہیں۔ تاویل اسی جگہ معتبر ہے کہ جو قواعد ضوابط کے ماتحت ہو ہوار نفسانی اور معاذ اللہ انبیاء کرام کے ساتھ سوء ظن اور بدگمانی پر مبنی نہ ہو۔

عارف جامی شواہد النبوت کے پہلے ہی صفحہ پر حمد و نعت کے بعد فرماتے ہیں :-

"نخستیں رکن از ارکان اسلام اقرار بکلمۂ شہادت است و حقیقت ایمان تصدیق بمضمون آن و آں مشتمل بر دو امر است یکے اقرار بوحدانیت حق سبحانہٗ و تعالیٰ و گرویدن بآن۔ دوم اقرار بنبوت و رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و گرویدن بآن و امر اول وقتے معتبر است کہ مقتبس از مشکوٰۃ نبوت باشد اگر بمجرد دلائل عقلی اکتفا کنند چوں فلاسفہ و از مشکوٰۃ نبوت نگیرند مفید نجات نیست"

امام غزالی قدس اللہ سرہٗ فیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ میں ایمان اور کفر کی یہ تعریف فرماتے ہیں

الکفر ھو تکذیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی شیٔ مما جاء به والایمان تصدیقه فی جمیع ما جاء به

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی شئی میں بھی تکذیب کرنے کا نام کفر ہے اور تمام امور میں آپ کی تصدیق کرنا اس کا نام ایمان ہے۔

امام غزالی قدس اللہ سرہٗ کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان کے لیئے فقط ایک دو امور کی تصدیق کافی نہیں تمام امور میں رسول اللہ کی تصدیق لازم ہے۔ ہاں کفر میں تمام امور کی تکذیب ضروری نہیں ایک شئی میں بھی رسول کی تکذیب کفر ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اہل ایمان اور اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جو تمام امور میں رسول کی تصدیق کرتے ہیں۔ فقط قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے اہل ایمان اور اہل قبلہ کے زمرہ میں شمار نہیں کیا جائے گا جب تک تمام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امور کی تصدیق نہ کرے۔ کما قال تعالیٰ۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ (الیٰ آخر الآیات)

نیکی اور بھلائی اس میں منحصر نہیں کہ تم اپنے چہرے کو مشرق اور مغرب کی جانب پھیر لو۔ لیکن نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم قیامت پر اور تمام فرشتوں پر اور اللہ کی ہر کتاب پر اور تمام پیغمبروں پر۔

الحاصل۔ شریعت کے نزدیک اہل قبلہ وہی لوگ کہلائیں گے جو تمام امور دینیہ کی تصدیق کرتے ہوں اور کسی امر دینی کے مکذب اور منکر نہ ہوں۔ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک امر کا بھی مکذب اور منکر ہو وہ شخص قطعاً و یقیناً دائرۂ ایمان اور زمرۂ اہل قبلہ سے خارج ہے اگرچہ وہ شخص قبلہ رو ہو کر دن میں پچاس نمازیں ادا کرتا ہو۔ قال تعالیٰ :۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

کیا تم کتاب کی بعض باتوں پر ایمان لاؤ گے اور بعض کا انکار کر دو گے؟ تو تم میں سے جو ایسا کرے گا اس کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں کہ حیات دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن ایسے لوگ زیادہ شدید عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔ اور اللہ غافل نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ آیت شریفہ میں دنیا کی رسوائی اور آخرت کا سخت سے سخت عذاب انہی لوگوں کے لیے ذکر فرمایا ہے جو کتاب الٰہی کے بعض احکام کی تصدیق اور بعض کی تکذیب کرتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ اخروی نجات کے لیے فقط بعض احکام کی تصدیق ہرگز کافی نہیں۔ پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں :۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۚ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ۔

یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے حیات دنیا کو آخرت کے عوض خرید لیا ہے۔ پس ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جا سکے گی۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اس کے بعد دوسرے رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے ہوئے نشانات (معجزے) دیئے اور روح قدس سے اس کی تائید کی۔ تو پھر کیا تم ایسے ہو گئے کہ جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس تمہاری خواہشات کے خلاف کچھ لے کر آیا تو تم نے سرکشی کی پھر کسی کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کرنے لگے؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں۔ نہیں، بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کی پس وہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں جس خاص کفر پر لعنت فرمائی ہے وہ یہی کفر ہے کہ جب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بجانب اللہ ایسی چیزیں لے کر آئے جو نفسانی خواہشوں کے خلاف ہوں تو یہود بے بہبود نے اس وقت سرکشی اور انبیاء کرام کی تکذیب کی۔

عارف ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ فلاسفۂ یونان جو سمٰوات و کواکب کے فنا و فساد کے قائل نہیں وہ قطعاً کافر ہیں جیسا کہ امام غزالی نے اپنے رسائل میں اس کی تصریح کی ہے اس لیے کہ یہ لوگ نصوص قطعیہ اور اجماع انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہیں۔ کما قال تعالیٰ :-

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وقال اللہ تعالیٰ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وقال اللہ تعالیٰ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۔

نمیدانند کہ مجرد تفوہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست

نہیں جانتے کہ محض کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تصدیق جمیع ما علم مجیئہ من الدین بالضرورۃ باید (مکتوبات صفحہ ۱۳۳)

مسلمان ہونے کے لئے اُن تمام چیزوں کی تصدیق کہ جن کا دین ہونا قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہو گیا لازمی اور ضروری ہے۔

الحاصل جو شخص ضروریاتِ دین اور قطعیات اسلام کا منکر اور مکذب ہو وہ شخص اہل قبلہ سے نہیں

چنانچہ ردالمحتار (صفحہ ۵۷۲) میں ہے:-

اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انکر شیئا من الضروریات کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه بالجزئیات وفرضیة الصلوة والصوم لم یکن من اهل القبلة ولو کان مجاهدا بالطاعات وکذلک من باشر شیئا من امارات التکذیب کسجود الصنم والاهانة بامر شرعی والاستهزاء علیه فلیس من اهل القبلة ومعنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الامور الخفیة غیر المشهورة۔ هذا ما حققه المحققون فاحفظه۔

متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ ہے جو ضروریات دین کی تصدیق کرے یعنی اُن امور کی جن کا ثبوت شرع میں معلوم و مشہور ہو چکا ہے۔ پس جس نے ضروریات میں سے کسی چیز مثلاً حدوث عالم اور حشر اجساد اور اللہ سبحانہ کے عالم جزئیات ہونے اور نماز روزہ کی فرضیت کا انکار کیا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہے اگرچہ وہ طاعات میں کتنی ہی کوشش کرتا ہو اسی طرح جو شخص علامات تکذیب میں سے کسی فعل کا ارتکاب کرے مثلاً بت کو سجدہ کرنا اور کسی امر شرعی کی توہین کرنا اور اس کا مذاق اڑانا، تو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہے اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ گناہوں کے ارتکاب یا چھوٹی چھوٹی غیر مشہور باتوں کے انکار پر کسی کی تکفیر نہ کی جائے گی یہ محققین کی تحقیق ہے۔ اسے یاد رکھو۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔

یقیناً جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ اختیار کریں، وہ بالتحقیق کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ایک رسواکن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور جنہوں نے ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی ان کو عنقریب اللہ ان کے اجر عطا کرے گا۔ اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بعض چیزوں پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہ لائے وہ شخص پکا کافر ہے۔ فقط بعض چیزوں پر ایمان لانے سے اللہ کے نزدیک وہ مومن نہیں ہوتا۔

علیٰ ہذا حلال قطعی کو حلال سمجھنا اور حرام قطعی کو مثلاً زنا اور لواطت۔ خمر اور خنزیر کو حرام سمجھنا یہ بھی ایمان کا جزو لاینفک ہے اور حلال قطعی کی حلت کا انکار اور حرام قطعی کی حرمت کا انکار صریح کفر ہے مثلاً اگر کوئی شخص زنا اور لواطت کی حرمت کا انکار کرے تو وہ شخص بلاشبہ کافر ہے۔ ہاں جن چیزوں کی حلت و حرمت ظنی ہو ان کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔ کما قال تعالیٰ :۔

وَقَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

اور جنگ کرو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ یوم آخر پر، اور حرام نہیں سمجھتے اس چیز کو جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔۔

(باقی)

© rasailojaraid.com